حضرات خلفائے راشدین کے والدین کے ایمان کے متعلق ایک مختصر تحقیقی رسالہ

اقوال الائمہ فی ایمان آباء الخلفاء

یعنی

خلفائے راشدین کے والدین کا ایمان

مؤلف

محمد ارقم رضا نوری منظری

متعلم جماعت خامسہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

ناشر

مفسر اعظم ہند اکیڈمی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات خلفائے راشدین کے والدین کے ایمان کے متعلق ایک مختصر تحقیقی رسالہ

اقوال الائمه فی ایمان آباء الخلفاء

یعنی

خلفائے راشدین کے والدین کا ایمان

مؤلف محمد ارقم رضا نوری منظری

متعلم جماعت خامسہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

ناشر

مفسر اعظم ہند اکیڈمی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

نام کتاب : اقوال الائمہ فی ایمان آباء الخلفاء

خلفائے راشدین کے والدین کا ایمان

نظر ثانی : مفکر اسلام مفتی محمد سلیم بریلوی مدظلہ العالی

نام مؤلف : محمد ارقم رضا نوری منظری

موبائل نمبر : 9760372653

سال اشاعت : محرم الحرام ۱۴۴۳ھ مطابق اگست ۲۰۲۱ء

بموقع عرس نوری

تعداد : ۱۰۰۰/ایک ہزار

صفحات : ۴۰

شرف انتساب

نہایت ہی خلوص و احترام کے ساتھ میں اپنے اس مختصر رسالہ کا انتساب اپنے مرشد برحق رفیق ملت حضور سید شاہ نجیب حیدر میاں نوری مدظلہ العالی اور اپنے تمام اساتذہ کرام اور والدین کریمین کے نام کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں، جن کی خوشگوار تربیتی اور علمی فضا میں رہ کر مجھ میں پڑھنے لکھنے اور اس پر عمل کرنے کا شعور بیدار ہوا۔ اللہ کریم ان تمام کو صحت و عافیت والی عمر طویل عطا فرمائے اور ان کا سایہ میرے سر پر تا دیر قائم فرمائے۔

آمین یارب العالمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

اظہار مسرت

از مفکر اسلام ادیب شہیر مفتی محمد سلیم بریلوی، استاذ حدیث وتفسیر جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف۔

حامدا ومصلیا ومسلما!

یہ دیکھ کر مسرت وشادمانی ہوتی ہے کہ یادگار اعلی حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام کے طلبہ تحصیل علم کے ساتھ مضمون نگاری اور تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ادھر چند سالوں میں منظر اسلام کے کئی طلبہ کی نگارشات کتابی شکل میں منظر عام پر آچکی ہیں۔اسی سلسلہ کی ایک کڑی عزیزم محمد ارقم رضا نوری سلمہ کا تالیف کردہ یہ مختصر سا رسالہ بھی ہے جس کا تعلق فن سیرت وسوانح سے ہے۔اس رسالہ میں موصوف نے شیخین وختنین یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین کے تعلق سے یہ بحث کی ہے کہ ان حضرات میں سے کن کے والدین دولت ایمان سے مشرف ہوئے اور کن کے نہیں۔انداز آسان وسہل ہے جو عوام کے لئے خاصا مفید ہے۔ موصوف ایک محنتی طالب علم ہیں۔یہ ان کی پہلی کاوش ہے۔اللہ شرف قبولیت عطا فرمائے۔

محمد سلیم بریلوی

خادم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف۔

پیش لفظ

۱۲ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۳ جولائی ۲۰۲۱ء بروز جمعہ کو فقیرِ قادری سے ایک سادہ سا سوال کیا گیا کہ:

نمازِ جمعہ کے خطبہ میں خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا اسمِ مبارک کیوں نہیں آتا ہے؟ جبکہ خلفائے ثلاثہ کے آباء کے اسمائے گرامی خطبۂ جمعہ میں آتے ہیں، اوّلا تو فقیر یہ سوال سن کر کچھ دیر کے لئے خاموش رہا، پھر اپنے علم کے مطابق فوری جواب دیا، لیکن سائل نے جواب تسلیم نہ کیا، اور مزید اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد گرامی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اس لئے ان کا نام خطبہ میں نہیں آتا ہے، لیکن جب اس خاکسار نے سائل کے سوال کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ: سائل نے کسی رافضی خطیب کی تقریر سنی ہے، جس نے اس کی اس طرح کی ذہن سازی کی ہے، اور دل و دماغ میں اچھی طرح اپنے جراثیم پیدا کئے ہیں۔ بہر حال میں نے اپنے علم کی روشنی میں سائل کو تشفی بخش جواب دیا، اور میرے جواب سے وہ مطمئن بھی ہو گیا۔ لیکن حالات کے پیشِ نظر اس کے بعد ہی میں نے یارِ غار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، افضل الخلق بعد الانبیاء، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والدِ ماجد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے

متعلق دلائل و براہین واقعات سیرت و کتب تاریخ کی تصریحات کی روشنی میں جمع کرنا شروع کر دیے، تاکہ اس سوال کا تفصیلی جواب ایک رسالہ کی شکل میں تیار ہو جائے، کیو نکہ اس دورِ انحطاط میں روافض اس طرح کے مختلف حربوں، طریقوں سے ہماری نسلِ نو کو گمراہ کر رہے ہیں، تو اس سگِ رضا نے (جس کو اپنی کم علمی اور کم فہمی کا مکمل اعتراف ہے) اس نیک عمل کو انجام دینا شروع کر دیا۔ رسالہ ہذا کی ترتیب کے دوران فقیر کے ذہن میں یہ بھی خیال آیا کہ کیوں نہ لگے ہاتھوں چاروں خلفائے راشدین کے والدین کے ایمان و عدم ایمان کے تعلق سے اختصاراً لکھ دیا جائے تاکہ عوام کے ساتھ ساتھ خواص بھی اس سے مستفید و مستفیض ہو سکیں، چونکہ اکثر و بیشتر لوگ خلفائے اربعہ کے والدین کے ایمان لانے کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں، جیسا کہ اسطرح کے سوالات ہماری قوم کے درمیان آئے دن گردش کرتے رہتے ہیں: کہ خلفائے اربعہ کے والدین مسلمان تھے یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔

پیشِ نظر رسالہ ''خلفائے اربعہ کے والدین کا ایمان'' میں حضرت صدیق وعمر، عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے والدین کے ایمان و عدم ایمان کو دلائل کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے، لیکن قارئین کرام! یہ بات واضح رہے کہ رسالہ ہذا کی ترتیب کا مقصدِ حقیقی صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کو ثابت کرنا ہے، یہی ہمارا اصل مدّعا اور محور ہے اور اسی کے

ضمن میں زیادہ تر دلائل پیش کیے گئے ہیں، رہے خلفائے ثلاثہ کے والدین کے ایمان کے متعلق دلائل تو وہ اختصارا بیان کیے گئے ہیں، یعنی صرف ایک ایک یا دو دو دلیلوں پر ہی اکتفا کیا گیا ہے، رسالہ ھذا میں آسان زبان کا مکمل خیال رکھا گیا ہے، تا کہ فہم و ادراک میں کوئی دشواری در پیش نہ آئے۔ قارئینِ کرام سے مؤدّبانہ التماس ہے کہ اس مختصر رسالہ کو ضرور پڑھیں اور فقیر قادری کو اپنی نیک دعاؤں سے نوازیں، اگر کوئی خطا نظر آئے تو اسے تنقید و تنقیص کا نشانہ نہ بنا کر فقیر کی اصلاح فرمائیں۔

اللہ کریم اس رسالہ کے پڑھنے والوں کو علم نافع اور فقیر کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

طالب دعا

محمد ارقم رضا نوری منظری

متعلم جماعت خامسہ مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام

درگاہ اعلی حضرت بریلی شریف، یوپی انڈیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابوقحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ

دعویٰ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور آپ صحابی رسول ﷺ ہیں۔

دلائل: امام محمد بن سعد بن منیع الزہری علیہ الرحمہ نے الطبقات الکبریٰ میں ایک حدیث شریف نقل کی: **عن أسماء بنت أبو بكر قالت: لما دخل رسول الله "ﷺ" مكة، وإطمأن و جلس فى المسجد، أتاه أبو بكر بأبى قُحافة فلما رآه رسول الله "ﷺ" قال: يا أبا بكر، ألا تركت الشيخ حتى أكون أنا الذى أمشى اليه ؟ قال: يا رسول الله "ﷺ" هو أحق أن يمشى إليک من أن تمشى اليه .فأجلسه رسول الله "ﷺ" بين يديه و وضع يده على قلبه، و قال: يا أبا قحافة، أَسْلِمْ تَسْلَم ، قال: فأسلم، و شهد بشهادة الحق. قال: و أُدْخِلَ عليه ورأسه و لحيته كأنه ثغامة، فقال رسول الله "ﷺ": غَيّرواهذا الشيب، و جنّبوه السواد.**

(الطبقات الکبری، ج ٦، ص ٨٧، مطبوعہ مکتبۃ الخانجی، قاہرہ)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ

فرماتی ہیں: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے، آپ نے کعبہ مقدسہ کی تعظیم کے لئے اپنے سر نازنین کو جھکا لیا اور آپ مسجد حرام میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت ابو قحافہ کو لیکر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، جب رسول اللہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: اے ابو بکر تم نے اپنے ضعیف والد کو گھر ہی کیوں نہ چھوڑا کہ میں خود ان کے پاس چلا جاتا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ آپ کے پاس چل کر آئیں برخلاف اس کے کہ آپ ان کے پاس چل کر جائیں۔ تو جانِ کائنات رحمۃ للعالمین آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قحافہ کو اپنے پاس بیٹھا لیا اور اپنا دست مبارک ان کے دل پر رکھا، اور فرمایا: اے ابو قحافہ! اسلام لے آؤ سلامت ہو جاؤ گے، راوی کہتے ہیں: تو حضرت ابو قحافہ اسلام لے آئے اور شہادت حق کے ساتھ گواہی دی۔ اس وقت آپ کی ریش مبارک اور سر کے بال سفید ہو چکے تھے، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے بالوں کی سفیدی کو تبدیل کردو اور کالے رنگ سے پرہیز کرنا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا:

عن أسماء بنت أبي بكر قالت: لما وقف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بذي طوى، قال أبو قحافة لابنة له من

أصغر ولده: أی بنية أظهری بی علی أبی قيس قالت: وقد كف بصره قالت: فأشرفت به عليه فقال: يا بنية ماذا ترين؟ قالت: أری سوادا مجتمعا قال تلك الخيل؟ قالت: وأری رجلا يسعی بين ذلك السواد مقبلا و مدبرا، قال يا بنية ذالك الوازع يعنی الذی يأمر الخيل و يتقدم إليها ثم قالت: قد والله إنتشر السواد فقال قد والله إذا دفعت الخيل فأسرعی بی إلی بيتی فانحطت به و تلقاه الخيل قبل أن يصل الی بيته و فی عنق الجارية طوق لها من ورق فتلقاها رجل فاقتلعه من عنقها، قالت: فلما دخل رسول الله ﷺ مكة و دخل المسجد أتاه أبو بكر بأبيه يعوده فلماراٰه رسول الله ﷺ قال: هلا تركت الشيخ فی بيته حتی أكون أنا آتيه فيه، قال أبو بكر: يا رسول الله! ﷺ هو أحق أن يمشی اليك من أن تمشی اليه، قال: فأجلسه بين يديه ثم مسح صدره ثم قال له: اسلم فأسلم و دخل به أبو بكر رضی الله عنه علی رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم و رأسه كأنه ثغامة فقال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم: غيروا هذا من شعره ثم قام أبو بكر فأخذ بيد أخته فقال: أنشد بالله وبالاسلام طوق أختی فلم يجبه احد، فقال: يا أختی احتسبی طوقك.

(مسند أحمد، ج ، ص ٨ ، مطبوعه دعوت اسلامی)

ترجمہ : حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام طوی میں قیام پزیر ہوئے، ابو قحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا: اے پیاری بیٹی مجھے جبل ابو قیس پر لے چلو، اس وقت حضرت ابو قحافہ نابینا ہو چکے تھے، ان کی بیٹی فرماتی ہیں: اپنے والد کے کہنے پر میں انہیں جبل ابو قیس پر لے آئی، تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے لاڈلی بیٹی! اس وقت تو کیا دیکھ رہی ہے؟: اس نے کہا: میں لوگوں کا ہجوم دیکھ رہی ہوں۔ ابو قحافہ نے کہا: یہ گھڑ سوار ہیں۔ لڑکی نے کہا: ایک آدمی اس ہجوم کے آگے آگے دوڑ رہا ہے۔ ابو قحافہ کہنے لگے: بیٹی! یہ گھڑ سواروں کا قائد ہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی نے کہا: سارے گھڑ سوار بکھر گئے ہیں۔ ابو قحافہ نے کہا: جب گھڑ سوار آگے بڑھنے لگیں تو مجھے فوراً گھر لے چلنا۔ لڑکی انہیں لے کر گھر کی طرف چل دی۔ مگر گھڑ سواروں نے ابو قحافہ کو ان کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی پا لیا۔ لڑکی کے گلے میں چاندی کا ایک ہار تھا جسے ایک آدمی نے اتار لیا۔ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو مسجد حرام میں جلوہ افروز ہوئے۔ ابو بکر صدیق اپنے والد ماجد ابو قحافہ کو لے کر نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا فرمایا: تم نے انہیں گھر ہی میں کیوں نہ رہنے دیا؟ میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔ ابو بکر صدیق کہنے لگے: اے اللہ کے رسول میرے والد اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ وہ آپ کی خدمت میں چل کر آتے بجائے اس کے کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بیٹھا لیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان

کے سینے پر پھیرا اور فرمایا: مسلمان ہو جایئے۔ ابو قحافہ فوراً مسلمان ہو گئے۔ سیدنا اسماء کہتی ہیں کہ جب میرے والد ابو بکر اپنے والد ابو قحافہ کو رسول اللہ کے پاس لے کر گئے تو ان کے سر کے بال بالکل سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر سے فرمایا: ان کے بالوں کا رنگ بدل دیجیے۔ پھر سیدنا ابو بکر اپنی بہن کا ہاتھ تھام کر کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے: میں اللہ تعالی اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میری بہن کا ہار کس کے پاس ہے؟ کسی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے کہا: اے میری بہن! اپنے ہار کے بدلے ثواب کی امید رکھ۔

السیرۃ النبویۃ لابن ھشام میں ہے:

لما دخل رسول الله مكة و دخل المسجد، أتى ابو بكر بأبيه يقوده، فلما رآه رسول الله قال: هلا تركت الشيخ فى بيته حتى أكون أ نا الذى آتيه فيه، قال أبو بكر: يا رسول الله ﷺ هو أحق أ يمشى اليک من ائ تمشى اليه انت . قال: قالت: فأجلسه بى يديه ثم مسح صدره ثم قال له: أسلِم " فاسلم.

(السيرة النبوية لابن هشام، ج ، ص ، مطبوعه دارالكتاب العزلى بيروت)

ترجمہ: جب حضور ﷺ مکہ شریف کی مسجد حرام میں داخل ہوئے، تو حضرت ابوبکر اپنے والد کو لائے، جب حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ آپ نے والد کو

گھر ہی رہنے دیتے تو ہم خود ہی ان کے پاس چلے جاتے، حضرت ابو بکر نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کے پاس آنے کے زیادہ حقدار ہیں بجائے اس کے کہ آپ ان کے پاس تشریف لے کر جاتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بیٹھا لیا اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا مسلمان ہو جاؤ فلاح پا جاؤ گے تو حضرت ابو قحافہ مسلمان ہو گئے۔

امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیساپوری رضی اللہ عنہ نیا پنی کتاب المستدرک علی الصحیحین میں بیان فرمایا کہ:

قال خليفة بن خياط : و أما أبو قحافة التيمى، فإنه عثمان بن عامر بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة، أسلم يوم فتح مكة، و توفى بمكة فى المحرم سنة أربع عشرة من الهجرة و هو إبن سبع و تسعين سنة.

(المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۲۷۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں: اور رہے ابو قحافہ تیمی تو بیشک وہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب ب سعد بن تیم بن مرۃ ہیں، وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، اور مکہ معظّمہ میں ہی ۱۴ ہجری کو ماہ محرم الحرام میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اور فرماتے ہیں:

عن الزهرى قال: اسم أبى قحافة التيمى، فإنه عثمان بن عامر بن

عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة بن كعب بن لوئى بن غالب بن فهر، أسلم يوم الفتح، و مات فى المحرم سنة أربع عشرة و هو إبن سبع و تسعين سنة.

(المستدرک للحاکم، ج ، ص ۲۷۲، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)

ترجمہ: امام زہری سے مروی ہے انہوں نے کہا: ابوقحافہ کا نام و نسب عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن لعب بن لوئی بن غالب بن فہر ہے، وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، اور ۱۴ ہجری کو ماہ محرم الحرام میں ۹۴ سال کی عمر شریف میں وفات پائی۔

اور فرماتے ہیں:

عن زيد بن أسلم رضى الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هنأ أبا بكر بإسلام أبيه.

(المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۲۷۳، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے والد کے اسلام لانے پر مبارکباد دی۔

امام علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاصابۃ میں فرمایا:

"تاخر اسلامه الى يوم الفتح " حضرت ابوقحافہ نے فتح مکہ کے دن تک اسلام کو موخر کیا، یعنی وہ فتح مکہ کے دن ایمان لے آئے، اور اس کے بعد امام علامہ

ابن حجر عسقلانی نے وہی حدیث ذکر فرمائی جو مسند احمد کے حوالہ سے بیان ہو چکی۔

(الاصابة، ج ۴، ص ۳۷۵، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت)

اس کے بعد علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا:

جاء أبو بكر بأبيه أبي قحافة الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم فتح مكة يحمله حتى وضعه بين يديه، فقال لأبي بكر: لو أقررت الشيخ في بيته لأتيناه – تكرمة لأبي بكر؛ فأسلم و رأسه و لحيته كالثغامه بياضا، فقال: غيروهما وجنبوه السواد. (الاصابة، ج ۴، ص ۵۷۳، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اپنے والد ابو قحافہ کو اپنے اوپر بٹھا کر لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا دیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ اے ابوبکر اگر تم اپنے ضعیف والد کو گھر ہی رہنے دیتے تو ہم ضرور ان کے پاس جاتے۔ تو حضرت ابو قحافہ -رضی اللہ عنہ- مسلمان ہو گئے اور اس وقت ان کے سر اور داڑھی مبارک کے بال ثغامہ کی طرح بالکل سفید تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سر و داڑھی دونوں کے رنگ کو بدل دو اور سیاہ رنگ سے پرہیز کرو۔

امام شمس الدین سخاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ابو قحافة أسلم یوم الفتح بمكة، و لحیته و رأسه كالثغامه بیاضا من الشیب، فأمر النبی صلی الله علیه و آله وسلم بتغییره و تجنیبه السواد، فكان أول مخضوب فی الاسلام.

(التحفة اللطیفة ج۳، ص ۱۵٦، مطبوعه أسعدطرانرونی)

ترجمہ: حضرت ابوقحافہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے داڑھی مبارک اور سر بالکل سفید تھے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفید رنگ کو تبدیل کرنے کا اور سیادہ رنگ سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا، تو وہ اسلام میں خضاب لگانے والے سب سے پہلے شخص ہیں۔

امام عزالدین الجزری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

أبو قحافة أسلم یوم فتح مكة، واتی به أبو بكر النبی صلی الله علیه و آله وسلم لیبایعه.

(أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ص ۸۲۸، مطبوعه دار ابن حزمبیروت)

ترجمہ: حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آئے تا کہ وہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کریں۔

ان تمام دلائل کی روشنی میں ہمارا دعویٰ عبارۃ النص کے طریقے پر ثابت ہو گیا کہ ان تمام دلائل میں لفظ اسلم موجود ہے کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے۔

اب ہم چند ایسے دلائل ذکر کرتے ہیں جن میں لفظ "اسلم" وغیرہ تو نہیں ہے مگر ان دلائل سے بھی حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کا ثبوت ہوتا ہے۔

امام محمد بن سعد زہری نے اپنی کتاب المستدرک میں حدیث بیانکی:

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: لما قبض النبی صلی الله علیه و آله وسلم بلغ أهل مکة الخبر قال: فسمع أبو قحافة الهائعة فقال: ما هذا؟ قالوا: توفی النبی صلی الله علیه و آله وسلم قال: أمر جلیل فمن قام بالأمر من بعده؟ قالوا: ابنک قال: و رضیت بنو مخزوم و بنو المغیرة؟ قالوا: نعم قال: اللهم لا واضع لما رفعت ولا رافع لما وضعت فلما کان کان عند رأس الحول توفی أبو بکر رضی الله عنه قال: فبلغ أهل مکة الخبر فسمع أبو قحافة الهائعة فقال: ما هذا؟ قالوا: توفی ابنک قال: أمر جلیل والذی کان قبله أجل منه قال: فمن قام بالأمر بعده؟ قالوا: عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: هو صاحبه.

(المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۲۷۴، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی، تو اہل مکہ کو اس کی خبر پہنچ گئی، حضرت ابوقحافہ نے آہ و بکا کی آوازیں سنیں تو پوچھا: یہ کیسی آہ و بکا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے۔ حضرت ابوقحافہ نے کہا یہ بہت

بڑا معاملہ ہے، نبی اکرم ﷺ کے بعد اب انتظامی معاملات کون سنبھالے گا؟ لوگوں نے کہا آپ کا بیٹا (ابوبکر)۔ انہوں نے پوچھا: کیا اس بات پر بنی مخزوم اور بنی مغیرہ یہ دونوں قبائل راضی ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ جس کو تو بلند کر دے اس کو کوئی جھکا نہیں سکتا اور جس کو تو جھکا دے اسے کوئی بلند نہیں کر سکتا۔ پھر جب سال گزرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اہل مکہ تک یہ خبر آئی، جب حضرت ابو قحافہ نے آہ و بکا سنی تو پوچھا: یہ کیسی آہ و بکا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ آپ کے بیٹے کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابو قحافہ نے کہا: یہ بہت بڑا معاملہ ہے، ان کے بعد امور سلطنت کس نے سنبھالنے ہیں تو لوگوں کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے، تو حضرت ابو قحافہ بولے وہی اس کے مستحق ہیں۔

اس حدیث میں ان کے اسلام لانے کی تو صراحت نہیں البتہ ان کا دعا کرنا اور امور خلافت کی فکر کرنا کہ مسلمانوں کا معاملہ اب کس کے ذمہ ہو گا، ان کے مومن ہونے پر دلالت کرتا ہے، کہ مومنین کی فکر ایک مومن ہی کرتا ہے غیر مومن کو کبھی مسلمانوں کی فکر نہیں ہوتی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے الاصابہ میں لکھا:

قال قتاد: هو أول مخضوب في الاسلام و هو أول من ورث خليفة في الاسلام. (الاصابة، ج۴، ص ۳۷۵)

ترجمہ: حضرت قتادہ نے فرمایا کہ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ اسلام میں

خضاب لگانے والے سب سے پہلے شخص ہیں اور اسلام میں خلیفہ کے مال سے وراثت حاصل کرنے والے پہلے شخص ہیں۔

أسد الغابة میں اس قول کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا:

قال قتادة: هو أول مخضوب فى الاسلام، و عاش بعد ابنه أبى بكر و ورثه، وهو أول من ورث خليفة فى الاسلام، إلا أنه رد نصيبه من الميراث - وهو السدس - على ولد أبى بكر.

ترجمہ: حضرت قتادہ نے فرمایا: حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ اسلام میں خضاب لگانے والے پہلے شخص ہیں اور وہ اپنے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد بھی حیات رہے اور ان کے مال کے وارث بنے، اور آپ اسلام میں خلیفہ کے مال سے وراثت حاصل کرنے والے پہلے شخص ہیں، لیکن آپ نے اپنا حصہ وراثت (جو کہ سدس تھا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کو لوٹا دیا۔

ان دونوں روایت سے ایمانِ ابوقحافہ بالکل ظاہر و باہر ہے، کہ اسلام میں سب سے پہلے خضاب آپ نے لگایا اور خلیفہ کے مال سے وراثت بھی سب سے پہلے آپ نے ہی حاصل کی، اگر وہ مومن نہ ہوتے تو ہمارے آئمہ کرام "و هو أول مخضوب فى الاسلام" وغیرہ کا قول نہیں کرتے۔

اور امام شمس الدین ذہبی (ت ۷۴۸ھ) نے اپنی کتاب تجرید أسماء الصحابہ میں ۳۹۹۶ نمبر پر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام کی فہرست میں شامل کیا ہے، یعنی حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت ہے اور آپ صحابی رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ان تمام دلائل و براہین کی روشنی میں ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور آپ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضرت ام الخیر سلمی بنت صخر رضی اللہ عنہا

دعویٰ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ رضی اللہ عنہا مومنہ ہیں، آپ نے اسلام قبول کیا اور آپ صحابیہ ہیں۔

دلائل: عن عائشة قالت: لما أسلم أبو بكر قام خطيبًا، فكان أول خطبته دعا إلى الله ورسوله، فثار المشركون على أبى بكر، فضربوه ضربًا شديدًا، ودنا منه عتبة بن ربيعة وجعل يضربه بنعلين مخصوفتين ويُحَرِّفهما بوجهه، ونزا على بطن أبى بكر حتى ما يُعَرف أنفه من وجهه .فجائت بنو تيم فحملت أبا بكر فى ثوب حتى أدخلوه منزله، لا يَشكُّون فى موته، وجعل أبوه وبنو تيم يكلمونه، فأجابهم آخر النهار فقال: ما فعل رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم؟ فنالوا منه بألسنتهم وعَذَلوه وفارقوه فلم يزل يسأل عن رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم حتى حُمِل إليه فأكَبَّ عليه رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم يقبله، ورَق عليه رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم رِقَّة شديدة، فقال أبو بكر: يا رسول الله هذه أمى، وأنت مبارك، فادع لها، وادعها إلى الإسلام، لعل الله أن

یستنقذها بک من النار .فدعا لها رسول الله صَلَّی الله علیه وسلم، ودعاها إلی الله تعالی،فأسلمت.

(أسد الغابة، ص ۱۶۰۷ ، مطبوعه دار ابن حزم بیروت)

(الاصابة، ج ۸، ص ۳۵۸ ، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے ،تو خطبے کی ابتدا میں ہی آپ نے اللہ عزوجل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دعوت دی،تو کفار ومشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھڑک اٹھے،اورآپ کو بہت مارااورعتبہ بن ربعیہ آپ کے قریب ہوااوراس نے آپ کو چمڑے کے جوتوں سے مارنا شروع کر دیا اور جوتوں کوآپ کے چہرہ مبارک پر پھیرنے لگا،اوروہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بطن مبارک پر شدت کے ساتھ بیٹھ گیا یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک سے آپ کو پہچاننا مشکل ہوگیا،تو بنوتیم آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کوایک کپڑے میں لپیٹ کراٹھا کر لے گئے اورآپ کوآپ کے گھر پہنچا دیا،انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت میں کوئی۔شک نہیں رہا(وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ابو بکرصدیق رضی اللہ عنہ اب بچ نہ سکیں گے)تو آپ کے والد متحرم اور بنوتیم نے آپ سے بولنا شروع کردیا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس دن جواب نہیں دیا بلکہ دوسرے دن جواب دیا۔اور

کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ تو ان لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا، آپ پر ملامت کی اور آپ رضی اللہ عنہ سے الگ ہو گئے، مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھتے رہے یہاں تک کہ آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی بارگاہ میں اٹھا کر لے جایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی جانب متوجہ ہوئے اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دست بوسی کرنے لگے اور آپ کا حال دیکھ رحمۃ للعالمین آقا کی آنکھیں ساون بھادو کی طرح برسنے لگیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ میری والدہ ہیں، آپ برکتوں والے ہیں آپ ان کو اللہ ورسول اور اسلام کی جانب دعوت دیجئے شاید کہ یہ آپ کی برکت سے دوزخ سے بچ جائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ کو اسلام اور اللہ ورسول کی جانب دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور سلسلہ صحابیت میں داخل ہو گئیں۔

عن ابن عباس قال: أسلمت أم أبی بکر، وأم عثمان، وأم طلحة، وأم الزبیر، وأم عبد الرحمن بن عوف، وأم عمار بن یاسر .(أسد الغابة، ص ١٦٠٧ ، مطبوعه دار ابن حزم بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف

اورعمار بن یاسر کی والدہ نے اسلام قبول کیا۔

الاستیعاب فی معرفۃ الصحابہ میں حضرت زبیر سے منقول ہے:

أم الخير بنت صخر أم أبی بكر الصديق قال الزبير: كانت من المبايعات بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(ألإستيعاب فی معرفة الصحابة، ج ١، ص ١٩٤٤ مطبوعه دار الجيلبيروت)

ترجمہ: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام الخیر بنت صخر رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت کرنے والیوں میں سے تھیں۔

ان تمام دلائل کی روشنی میں بالکل واضح ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر سلمی بنت صخر رضی اللہ عنہما صحابیہ ہیں۔

خطاب بن نفیل بن عبد العزی

دعوی: امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے والد خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کفر میں بہت پکے تھے اور حالتِ کفر میں ہی بعثت نبوی سے قبل ان کو موت نے آلیا۔

دلائل: السیرۃ النبویۃ لابن ھشام میں ہے

قال ابن اسحاق: و کان زید بن عمرو قد اجمع الخروج من مکة، لیضرب فی الأرض یطلب الحنیفیة دین ابراهیم -علیه السلام- فکانت صفیة بنت الحضرمی کلما رأته قد تهیأ للخروج، و أراده، آذنت به الخطاب بن نفیل، "و کان الخطاب عمه" و کان یعاتبه علی فراق دین قومه۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ج ۱ ، ص ۲۵۸ مطبوعه دار الکتابالعزلی بیروت)

ترجمہ: حضرت ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت زید بن عمرو نے مکہ معظّمہ سے نکلنے کا پختہ ارادہ فرما لیا تا کہ آپ زمین میں سیر کریں اور دین حنیف دین ابراہیم علیہ السلام کو تلاش کریں، تو صفیہ بنت حضرمی جب بھی آپ کو دیکھتیں کہ آپ مکہ سے نکلنے کی تیاری میں ہیں اور نکلنے والے ہیں تو وہ خطاب بن نفیل کو اس کی خبر کر دیتیں (خطاب بن نفیل ان کے چچا تھے) اور وہ حضرت زید بن

عمر و کو اپنی قوم کے دین سے جدا ہونے کی وجہ سے سزا دیتے تھے۔

اسی سے ملحق دوسری روایت یوں ہے:

و کان الخطاب قد آذی زیدا، حتی أخرجه الی اعلی مکة، فنزل حراء، مقابل مکة، و و کل به شابا من شباب القریش و سفهاء من سفهائهم، فقال لهم: لا تترکوه یدخل مکة، فکان لا یدخل إلا سرا منهم، فاذا علموا بذلک، آذنوا به الخطاب، فأخرجوه، و آذوه کراهیة أن یفسد علیهم دینهم. (السیرة النبویة لابن هشام، ج ۱، ص ۰۲۵۹، مطبوعه دار الکتاب العزلی،بیروت)

ترجمہ : اور خطاب حضرت زید بن عمرو کو تکلیف دیتے تھے، یہاں تک کہ انہیں مکہ کے باہر نکال دیا، وہ غار حراء میں داخل ہوئے، کچھ وقت کے بعد مکہ آئے تو قریش کے نو جوانوں میں سے ایک نو جوان نے اور قریش کے بے وقوف لوگوں نے ان کے آنے کی خبر خطاب بن نفیل کو دے دی، تو خطاب بن نفیل نے کہا، اس کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دینا۔ تو حضرت زید بن عمرو مکہ میں خطاب بن نفیل سے چھپ کر داخل ہوتے تھے، تو جب قریش کے بے وقوفوں کو ان کے آنے کی خبر ہوتی ر وہ خطاب کو بتا دیتے تو وہ سب خطاب کے حکم سے حضرت زید بن عمرو کو مکہ سے نکال دیتے اور وہ سب زید بن عمرو سے اس لئے بچتے تھے کہ کہیں زید بن عمرو انہیں ان کے دین سے الگ نہ کر دیں۔

یہ روایت بعثت نبوی سے قبل کی ہیں۔ حضرت زید بن عمرو دین ابراہیم کی اتباع کرتے تھے، صرف اللہ وحدہ لاشریک کو مانتے تھے، بتوں کی پوجا نہیں کرتے تھے، جب خطاب بن نفیل (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے والد) کو یہ خبر ملی تو انہوں نے کفار و مشرکین کے دین کی مخالفت کی وجہ سے حضرت زید بن عمرو کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں، جس سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ خطاب بن نفیل کفر و شرک میں بہت پکے تھے۔

ان روایات سے خطاب بن نفیل کا کفر ثابت ہوا، اور وہ اپنے کفر پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ بعثت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند سال قبل ان کو موت نے آلیا اور حالت کفر ہی میں ان کا انتقال ہوا۔

جمهرة أنساب العرب میں ہے:

تُوفی الخطاب بن نفيل بن عبد العزى بمكة المكرمة قبل بعثة النبی صلى الله عليه وسلم.

(جمهة انساب العرب ، ص ۱۵۱ ، مطبوعه دار المعارف قاهره)

ترجمہ: خطاب بن نفیل بن عبدالعزی مکہ مکرمہ میں بعثت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل وفات پا گئے۔

یہی فیضانِ فاروق اعظم میں ہے:

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد قریش کے روساء میں سے تھے، قبیلہ عدی اور بنو عبد الشمس میں جدی پشتی عداوت چلی آرہی

تھی ،عبدالشمس کا خاندان بڑا تھا اس لیے غلبہ بھی انہیں کو حاصل رہتا تھا عدی کے تمام خاندان جن میں خطاب بن عَمرو بھی شامل تھے مجبور ہو کر بنو سہم کے قبیلے میں پناہ گزیں ہو گئے۔عدی کا تمام خاندان مکہ مکرمہ میں مقام صفا میں رہتا تھا لیکن جب ان کے بنو سہم سے مراسم مضبوط ہوئے تو انہوں نے اپنے تمام مکانات ان کے ہاتھ فروخت کر دیے لیکن خطاب بن عَمرو کے کئی مکانات صفا میں باقی رہے،اور ان ہی مکانات میں سے ایک مکان امیر المومنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنۡہ کو ورثے میں ملا جس کا احادیث مبارکہ میں بھی ذکر ملتا ہے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنۡہ کے والد بت پرستی میں بڑے متشدد تھے، اسلام کی دولت سے محروم رہے۔(فیضان فاروق اعظم، ج ۱،ص ۵۷، مطبوعہ دعوت اسلامی)

لہذا دلائل کی روشنی میں ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا۔

حنتمہ بنت ھاشم بن مغیرہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والدہ حنتمہ بنت ھاشم بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کے متعلق کتب معتبرہ میں آپ کے نسب کے سوا کچھ تصریح نہیں ملتی ہے، نہ ہی کسی روایت میں آپ کے دین ابراہیم پر ہونے کی وضاحت ملتی ہے، اور جن کتب میں صحابہ وصحابیات کے اسما کی تفصیل موجود ہے ان میں بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والدہ کا ذکر نہیں ملتا ہے اور نہ ہی کسی روایت میں ان کے ایمان کے متعلق کوئی قول ملتا ہے۔ ہاں بعض علماء کی تصریحات میں یہ ضرور موجود ہے کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ان تمام تر باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے مسلمان نہ ہونے کا قول ہی درست ہے اور ان کی موت حالت کفر میں ہی ہوئی یہی صحیح ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

اہل علم حضرات سے دست بستہ عرض ہے کہ حنتمہ بنت ھاشم کے ایمان یا کفر کے متعلق کتب معتبرہ کی کوئی روایت آپ حضرات کے میزان علم میں ہو تو فقیر کو ضرور مطلع فرمائیں۔

عفان بن ابو العاص بن بن امیہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے والد عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان کے متعلق بھی کتب معتبرہ میں ان کی خاندانی عظمت و رفعت اوران کی عزت وشرافت اوران کی بہادری کے سوا کتب معتبرہ میں بہت ہی کم تصریحات ملتی ہیں۔ اور نہ ہی ان کے ایمان کے متعلق کوئی قول ملتا ہے، اور نہ ہی ہمارے کسی بزرگ نے انہیں مسلمان شمار کیا ہے، البتہ ان کے حالت کفر پر مرنے کے متعلق کچھ اشارے کتب میں ضرور ملتے ہیں، لہذا ان تمام باتوں کی جانب نظر کرتے ہوئے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے والد مسلمان نہیں تھے، حالت کفر میں ہی ان کا انتقال ہوا۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

حضرت اروی بنت کریز رضی اللہ عنہا

دعوی: امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور آپ صحابیہ ہیں۔

دلائل: أسد الغابة فی معرفة الصحابة میں ہے:

عن ابن عباس قال: أسلمت أم عثمان.

(أسد الغابة، ص ۱۴۷۲ ، مطبوعه دار ابن حزم بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ نے اسلام قبول کیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے الاصابہ میں نقل فرمایا ہے:

اسلمت أروى و هاجرت بعد ابنتها أم كلثوم، و بايعت رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم، ولم تزل بالمدينة حتى ماتت. (الاصابة، ج ۸، ص ۹، دار الكتب العلمية بيروت)

ترجمہ: حضرت اروی رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بعد مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی، رسول اکرم ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اپنی وفات تک مدینہ منورہ میں ہی مقیم رہیں۔

اسی سے متصل الاصابۃ میں مندرجہ ذیل دو روایتیں اور موجود ہیں۔

" قال عبد الله بن حنظلة: شهدت أم عثمان يوم ماتت فدفنها ابنها بالبقيع، و رجع و قد صلى الناس فصلى وحده، و صليت الى جنبه، فسمعته و هو ساجدا يقول: اللهم ارحم أمي، اللهم اغفر لأمي، و ذلك في خلافته .(الاصابة، ج ٨، ص ٩)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حنظلہ نے فرمایا: میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ کے وصال کے دن ان کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے اپنی والدہ کو جنت البقیع میں دفن فرمایا، جب دفن کر کے واپس ہوئے تو لوگ (اس وقت کی جو بھی وقت ہو) نماز ادا کر چکے تھے، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تنہا نماز ادا فرمائی، اور میں نے ان کے پہلو میں نماز ادا کی تو میں نے انہیں حالت سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ یا اللہ میری امی جان پر رحم فرما، یا اللہ میری امی جان کی مغفرت فرما۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ ہے۔

عن عيسى بن طلحة رأيت عثمان حمل سرير أمه بين العمودين من دار غطيش، فلم يزل حتى وضعها بموضع

الجنائز، قال: و رأيته بعد أن دفنها قائما على قبرها يدعو لها.

ترجمہ : حضرت عیسی بن طلحہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زید عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی والدہ کی چارپائی کو دار غطیش کے ستونوں کے درمیان سے اٹھائے ہوئے ہیں، اور وہ اسی حال میں رہے یہاں تک کہ جنازہ رکھنے کی جگہ پر چارپائی کو رکھ دیا گیا، حضرت عیسی بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دفن کے بعد ان کی والدہ کی قبر پر گھڑے ہوئے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کرتے دیکھا۔

مذکورہ چار روایتوں میں سے شروع کی دو روایتیں میں تو بالکل صراحت کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ کے ایمان کا ذکر ہے اور بعد والی دونوں روایتات بھی ان کے ایمان کی براہین سے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو جنت البقیع میں دفن فرمایا اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی، حضرات صحابہ کرام نے ان کے جنازہ میں شرکت کی۔ اگر وہ مومنہ نہ ہوتیں تو حضرت عثمان غنی اور دیگر صحابہ کرام اس فعل کو قطعا انجام نہ دیتے۔

ابو طالب بن عبد المطلب

دعوی: خلیفہ چہارم حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے والد ابو طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوء کا ایمان ثابت نہیں ہے، اور ان کا انتقال حالت کفر میں، ہوا۔

دلائل: اس موضوع پر تفصیلی دلائل و براہین اور تحقیق عمیق کے لئے سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا رسالہ "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب (ایمان ابو طالب) کا مطالعہ کریں، فقیر نے بھی اس پر اپنی جانب سے کوئی تحقیق نہیں کی بلکہ سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی تحقیق بے مثال پر ہی عمل کیا اور یہاں بھی سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے پیش کردہ دلائل میں سے صرف دو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں:

عن عباس أنه قال للنبی صلی اللہ علیه و آله وسلم ما اغنیت عن عمک فواللہ کان یحوطک و یغضب لک، قال: هو فی ضحضاح من نار و لولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار. و فی روایة وجدته غمرات من النار فاخرجته الی ضحضاح.

ترجمہ: حضرت عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ انہوں نے خدمتِ

اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کو کیا نفع دیا خدا کی قسم وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لوگوں سے لڑتے جھگڑتے تھے، فرمایا: میں نے انہیں سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو انہیں کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کر دیا اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے طبقے میں ہوتے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۹، ص ۶۸۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

حضرت سیدنا امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے راوی: حضرت علی نے فرمایا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! حضور ﷺ کا چچا وہ بوڑھا گمراہ مرگیا، فرمایا: جا اسے دبا آ۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اس حدیث جلیل کو دیکھئے ابوطالب کے مرنے پر خود امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کافر چچا مرگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ابوطالب کی بی بی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے جب انتقال کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر وقمیص مبارک میں انہیں کفن دیا، اپنے دست مبارک سے لحد کھودی، اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی،

پھر ان کے دفن سے پہلے خود ان کی قبر مبارک میں لیٹے اور دعا کی .... کاش ابو طالب مسلمان ہوتے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے جنازے میں تشریف نہ لے جاتے، صرف اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے جاؤ اسے دبا آؤ۔

(فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص ۶۸۰، رسالہ ایمان ابوطالب)

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

دعــوی: امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور آپ صحابیہ ہیں۔

دلائل: محقق علی الاطلاق امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے جب انتقال کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر وقمیص مبارک میں انہیں کفن دیا، اپنے دست مبارک سے لحد کھودی، اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی، پھر ان کے دفن سے پہلے خود ان کی قبر مبارک میں لیٹے اور دعا کی "اللہ ہی جلاتا اور مارتا ہے، اور خود زندہ ہے کہ کبھی نہ مرے گا۔ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے، اور ان قبر وسیع کر، صدقہ اپنی نبی کا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا، تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہرباں ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۹۲، ص ۶۸۰، مطبوعہ رضا فاؤنڈریشن لاہور)

اسی حدیث کو کثیر کتب حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قال ابن سعد: کانت إمرأة صالحة، وکان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یزورھا ق یقبل فی بیتھا . (الاصابۃ، ج ۸، ص ۲۷۹)

ترجمہ: حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا ایک متقیہ و پرہیزگار عورت تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ملاقات کے لئے ان کے دولت کدہ تشریف لے جاتے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے ثبوت ایمان پر بیشتر دلائل ہیں لیکن چونکہ ان کا ایمان بہت مشہور ہے اور بے شمار دلائل سے ثابت ہے تو یہاں مزید دلائل کی حاجت نہیں، بہرحال دلائل کی روشنی میں ہمارا مدعی ثابت ہوا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کا نام خطبہ میں کیوں نہیں آتا ھے؟

جیسا کہ پیشِ لفظ میں یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ: اس رسالہ کی اصلاً وجہِ ترتیب، یہی مندرجہ ذیل سوال ہے، جس کی تفصیل کچھ اسطرح ہے:

سوال: زید کہتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا اسم گرامی خطبہ جمعہ میں کیوں نہیں آتا ہے؟، جبکہ خلفائے ثلاثہ کے آباء کے اسمائے گرامی خطبہ جمعہ میں آتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جیسے ہمارے ملکِ ہندوستان میں یہ رواج عام ہے کہ:

ہم اپنے اس ملک (ہندوستان) میں کسی کو اس کا نام لیکر پکارتے ہیں، جیسے: اے زید!، اے بکر!، اے خالد! وغیرہ، لیکن عرب ممالک میں یہ رواج نہیں ہے، بلکہ اہل عرب جب کسی کو پکارتے ہیں، تو یا تو اس کو اس کے والد کی جانب منسوب کر کے پکارتے ہیں جیسے: یا ابن الخطاب!، یا ابن عمر! وغیرہ، یا پھر کنیت کے ساتھ پکارتے ہیں، جیسے: یا ابا بکر!، یا ابا هريرة! وغیرہ۔ تو کوئی اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گیا، تو کوئی اپنے والد کے نام کے ساتھ، جس کی تشہیر کنیت کے ساتھ ہوئی تو ہمیشہ اس کا ذکر کنیت کے ساتھ ہوتا ہے، جیسا کہ عرب میں یہ روج اب بھی عام ہے، اگر وہ اپنے نام سے مشہور ہوتا ہے تو اس کا نام اس کے والد کے ساتھ ذکر کیا جاتا یے، تو خلیفہ اوّل

حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی کنیت سے مشہور ہوئے، حتیٰ کہ آپ کی کنیتِ مبارکہ آپ کے اسمِ مبارک پر غالب آئی۔ یہی وجہ ہے کہ راویانِ احادیث اور خطبہ جمعہ وغیرہ میں یہی "ابوبکر" نام مذکور ہے۔ اور رہے خلفائے ثلاثہ تو وہ اپنے اسماء کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں، اس لئے ان کے اسماء راویانِ احادیث اور خطبہ جمعہ وغیرہ میں مع ولدیت آتے ہیں، جیسے: عمر بن الخطاب، عثمان بن عفان، علی بن أبی طالب۔

بہر حال اس مذکورہ جواب سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ خطبہ جمعہ وغیرہ میں والد کا نام آنا یا نہ آنا اسکا تعلق ایمان و کفر سے نہیں ہے، بلکہ یہ سب بر بنائے رسم و رواج ہے، اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کے مومن ہونے کے باوجود ان کا نام نہیں آتا اور باقی خلفائے ثلاثہ کے آباء کے ایمان نہ لانے کے باوجود بھی آتا ہے **فتدبّر!**

ولیس لی دور هامّ فیما قمت به، فكل ذالک لیس الاّ ثمار الادعیة الصالحة من الاساتذة الكرام والابوین الكریمین الذَیْن ربّیانی تربیة صالحة وشجّعانی علی إكتساب العلوم الشرعیة والفنون التابعة لها، فحفظهم الله من العاهات ومتعهم بكل الصحة والخیر ،واطال الله عمرهم.